افغانستان: ۲۰۱۵ء میں سلامتی کی متغیر صورتحال

Afghanistan's Changing Security Situation in 2015

ظفر اقبال یوسفزئی*

ڈاکٹر حمایت اللہ یعقوبی**

Abstract

The security situation of Afghanistan in year 2015 had been proved more deteriorated and disastrous as compared to the previous years - since 2001. An attempt has been made to evaluate the Taliban's spring offensive and the capability of the Afghan National Defense Security Forces (ANDSF). At the end of 2014, most of the foreign troops withdrew from Afghanistan and transferred the responsibility of security to the ANDSF. The ISAF and NATO forces believed that the ANDSF were then capable to uphold the security situation inside the country - that was being trained by them. Besides analyzing this security situation of Afghanistan in year 2015 the study also examines the developments regarding President Ashraf Ghani's policy towards Taliban as well as peace process which all gone in vain due to some complexities.

تلخیص

یہ مضمون افغانستان میں ۲۰۱۵ء میں سلامتی کی صورتحال پر بحث کرتا ہے۔ سال ۲۰۱۵ء افغانستان میں ۲۰۰۱ء کے بعد سلامتی کے حوالے سے بدترین سال تھا۔ اس تحریر میں

---

* محقق و صحافی، اسلام آباد۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ تاریخ، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

موسمِ بہار میں طالبان کے حملے اور افغانستان کی دفاعی فوجی قوت کا تجزیہ کیا جائے گا۔ ۲۰۱۴ء کے آخر میں بڑی تعداد میں امریکی فوجی افغانستان سے چلے گئے اور دفاع کی ذمہ داریاں افغان فوج کے حوالے کر دیں۔ نیٹو اور امریکی فوجی ماہرین کا یہ خیال تھا کہ افغان فورسز اب اس قابل ہیں کہ ملک کی سلامتی کی صورتحال کو سنبھال سکیں۔ مزید برآں یہ مضمون افغان صدر اشرف غنی کی امن اور طالبان کے ساتھ تعلقات کے لئے کوششوں کا بھی تجزیہ کرتی ہے۔

قومی اتحادی حکومت کی تشکیل کے باعث سال ۲۰۱۵ء کو افغانستان میں امید کی کرن سمجھا رہا تھا۔[۱] ۲۰۱۴ء کے آخر میں افغانستان سے زیادہ تر امریکی اور بین الاقوامی افواج کا انخلا ہو گیا باوجود اس کے کہ صدر اشرف غنی نے اپنے ۲۰۱۵ء کے دورہ امریکہ میں درخواست کی تھی کہ امریکی فوجیوں کے انخلاء میں توسیع کی جائے۔[۲] اشرف غنی کو یہ خوف لاحق تھا کہ کہیں ان کی سکیورٹی فورسز عراق کی افواج کی طرف ناکام نہ ہو جائیں۔ اس سے پہلے بھی صدر اشرف غنی افغانستان میں غیر ملکی افواج کی موجودگی کے معاملے پر تین مرتبہ گفتگو کر چکے تھے۔[۳] امریکی، جرمن اور دوسری بین الاقوامی افواج کی تربیت کے باوجود بھی افغان قومی دفاعی فورسز اس قابل نہیں تھیں کہ غیر ملکی فوجیوں کی امداد کے بغیر امن و امان کی صورتحال کو سنبھال سکیں۔ امریکی کمانڈوز کے ماتحت کام کرنے والے نیٹو اور ISAF کی افواج پچھلے دس سال سے ایک بنیاد ثابت ہو رہی تھی۔[۴]

افغانستان کی قومی اتحادی حکومت بہت سارے مسائل کا سامنا کر رہی تھی جس میں سب سے اہم ملکی دفاع کی صورتحال تھی۔ اگرچہ افغان دفاعی فورسز نے ۲۰۱۴ء میں بین الاقوامی افواج کے زیادہ تر انخلاء کے بعد بھی ملکی دفاعی انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا تھا۔ مگر وہ اس قابل نہ تھے کہ مکمل طور پر ملک کو سنبھال سکیں۔ افغان پارلیمنٹ نے نومبر۲۰۱۴ء میں امریکہ کے ساتھ باہمی دفاعی معاہدہ (Bilateral Security Agreement) اور NATO Afghan Status for Force Agreement - کی منظوری دی۔ یہ دونوں معاہدے افغان دفاعی فورسز کی ٹریننگ کے لیے کئے گئے تھے۔ اشرف غنی کی اتحادی حکومت کے لیے دفاعی

صورتحال سنبھالنا ایک چیلنج تھا۔ جس کے لیے انہوں نے ٹھوس اقدامات اٹھائے صدارت کی کرسی سنبھالنے کے فوراً بعد اشرف غنی نے اپنی ایک حکمت عملی بنائی جس میں کرپشن کا خاتمہ، میرٹ کی بالا دستی، خواتین کے حقوق و کردار اور افغان طالبان کو مذاکرات کی میز پر لانا شامل تھا۔[6] تاہم طالبان نے موسم بہار میں حملوں کو تیز تر کر دیا۔ انہوں نے ملک کے تمام اہم مقامات پر حملے کیے۔ جس میں کابل کا بین الاقوامی ہوئی اڈہ اور افغان پارلیمنٹ بھی شامل تھی۔[7]

قبل ازیں ۲۰۱۴ء کا سال تبدیلی کا سال تھا کیونکہ زیادہ تر غیر ملکی افواج کا انخلاء ہوا اور افغان فورسز نے دفاع کی کمان تھی۔ مختلف حلقوں میں یہ سوالات اٹھائے جا رہے تھے کہ کیا افغان فورسز دفاع کی صورتحال سنبھال سکیں گی؟[8]

جس طرح پہلے ذکر ہوا کہ ۲۰۱۵ء، ۲۰۰۱ء کے بعد سب سے خون ریز سال ثابت ہوا۔[9] پچھلے سال یعنی ۲۰۱۴ء کے مقابلے میں زیادہ جانی نقصانات ہوئے۔ طالبان نے کچھ بڑے اہداف حاصل کئے جو حکومت کے لیے لمحۂ فکریہ تھے۔ ان اہداف میں طالبان کا ۲۸ ستمبر ۲۰۱۵ء کو قندوز پر قبضہ بھی شامل تھا۔ یہ ہدف ایک ایسے وقت پر حاصل کیا گیا جب نیو یارک میں جنرل اسمبلی کا اجلاس جاری تھا۔ اگرچہ قندوز پر قبضہ چند دن کیلئے تھا مگر اس نے امریکی اور افغان حکومت دونوں کے لیے خطرے کی گھنٹی بجا دی۔ ۲۰۰۱ء کے بعد قندوز کی فتح طالبان کیلئے غیر معمولی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ طالبان نے فاریاب، تخار اور جوزگان میں بھی اپنے قدم جمالیے تھے۔[10]

اس نازک صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے امریکی صدر اوبامہ نے امریکی فوجیوں کے انخلاء میں توسیع کی۔[11] اوبامہ نے ایک ٹیلی ویژن خطاب میں فرمایا!

> The bottom line is, in key areas of the country, the security situation is still very fragile and in some places there is risk of deterioration.[12]

اس سے پہلے اوبامہ کے منصوبہ میں افغانستان میں ۲۰۱۶ء تک ۹۸۰۰ امریکی فوجیوں نے رہنا تھا۔ جبکہ ۲۰۱۷ء کے شروع میں صرف امریکی سفارت خانہ رہ جانا تھا۔[13] اس وقت کے امریکی دفاعی سیکرٹری ایشٹن کارٹر نے کہا کہ نئے آنے والے صدر کو امریکہ کی

افغانستان میں لمبے عرصے تک موجودگی کے بارے میں اہم فیصلے کرنے ہوں گے۔۱۴

صدر اشرف غنی کی طالبان پالیسی

صدر اشرف غنی کی حلف برداری کی تقریب میں طالبان کو مذاکرات میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی تھی تاکہ انہیں سیاسی دھارے میں شامل کیا جا سکے۔۱۵ صدارت کی کرسی سنبھالتے ہی انہوں نے پاکستان کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کی تاکہ دہائیوں سے جاری جنگ کا خاتمہ کیا جاسکے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے چین، سعودی عرب اور پاکستان کے دورے کیے اور بالخصوص پاکستان کے فوجی جنرل ہیڈ کوارٹر بھی گئے جس نے اشرف غنی کی امن مذاکرات کی طرف سنجیدگی کا عندیہ دیا۔۱۶

اشرف غنی اپنے پچھلے ہم منصب حامد کرزئی کے مقابلے میں حقیقت پسند ہیں۔ حامد کرزئی اکثر پاکستان کو تنقید کا نشانہ بناتے تھے۔ جبکہ اشرف غنی پاکستان کے ساتھ تمام تنازعات حل کرنے خواہش مند تھے۔ اس حوالے سے پاک افغان بارڈر کے دونوں طرف یہ تاثر پایا جا رہا تھا کہ پاک افغان تعلقات ایک نیا اور مثبت رخ اختیار کر رہے ہیں۔ ایک طرف پاکستان نے اپنے اس عزم کا اظہار کیا کہ پاکستان افغانستان میں عدم مداخلت کی پالیسی پر عمل پیرا ہے، تو دوسری جانب صدر غنی نے پاکستان فوجی قیادت سے یہ امید وابستہ کی تھی کہ وہ طالبان کو مذاکرات کے میز پر لانے میں اہم کردار ادا کرے گا۔۱۷

صدر غنی نے افغان لیڈروں کی دہائیوں پر مبنی بداعتمادی کی پالیسی ترک کر دی۔ انہوں نے افغانستان پاکستان پالیسی میں کچھ بنیادی تبدیلیاں کیں۔۱۸ انہوں نے بھارت کے ساتھ حامد کرزئی کے اسلحہ کے معاہدے کو ختم کیا اور افغان فوجیوں کو تربیت کیلئے پاکستان کی تربیتی فوجی اکیڈمی بھیجا۔۱۹

اس کے علاوہ دورہ پاکستان میں صدر غنی نے پاکستان کے سرمایہ کاروں کو افغانستان میں فری انڈسٹریل زون دینے کا بھی اعلان کیا۔ غنی نے ایک اعلامیہ میں بتایا:

You need to deliver the Taliban on the negotiating table; choose a strategy that works.۲۰

صدر اشرف غنی کا مثبت رویہ حقیقت پر مبنی تھا کیونکہ پاکستان کی حمایت افغانستان کے دیرپا امن کے لئے ہمیشہ ناگزیر رہی۔ انہوں نے وقتاً فوقتاً پاکستان کے دورے بھی کئے تا کہ پاکستان کو باور کرایا جا سکے کہ وہ افغانستان کا اہم اتحادی ہے۔ صدر غنی کو یہ ادراک تھا کہ ان کے پچھلے ہم منصب کی افغانستان میں امن استحکام میں ناکامی کی ایک وجہ پاکستان کے خلاف ان کا منفی رویہ بھی تھا۔۲۱ اس رویہ کو صدر غنی نے فوری طور پر تبدیل کیا۔ تاہم اشرف غنی کے کچھ ترجمانوں / نمائندوں کا خیال تھا کہ اسلام آباد، کابل کے ساتھ مکمل تعاون نہیں کرے گا جس میں پاک افغان بارڈر پر دہشتگردوں کا صفایا شامل تھا۔ ان کا خیال تھا کہ پاکستان ابھی تک طالبان کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔۲۲ انہوں نے اشرف غنی کی اس پالیسی کو ملک بیچنے کے مترادف قرار دیا۔

افغان کے چیف، سابق انٹیلی جنس امراللہ صالح نے کہا!

> By sharing state with the Taliban there will not be peace and stability.[23]

جب کہ دوسری طرف صدر غنی پہلے پاکستان اور پھر طالبان کے ساتھ امن چاہتے تھے۔۲۴ انہوں نے افغانستان میں عدم استحکام کو کابل اور اسلام آباد کے درمیان غیر اعلانیہ جنگ کا مرکزی سبب قرار دیا۔

تاہم صدر غنی نے پاکستان سے کچھ زیادہ ہی امیدیں وابستہ کر لیں تھیں جن کو پورا کرنا پاکستان کے لیے ممکن نہیں تھا۔ یا کچھ مواقع پر پاکستان چاہتے ہوئے بھی زمینی حقائق کی وجہ سے افغان طالبان کے خلاف موثر کارروائی نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ افغان طالبان کی کمزوری بھارتی اثر و نفوذ کو کم کرنے میں اپنا کردار ادا نہیں کر سکے گی۔ چنانچہ پاکستان ان عناصر کو پالیسی ایکشن کے طور پر افغانستان میں بھارت کے اثر و نفوذ کے خلاف استعمال کرتا ہے۔۲۵ کیونکہ افغان طالبان کی کمزوری افغانستان میں بڑھتے بھارتی اثر کے مترادف تھی۔ اس لیے پاکستان طالبان کے ساتھ ہمدردی رکھتا تھا۔

دوسری طرف اشرف غنی کا کہنا تھا کہ یہ طالبان کے موسم سہار میں حملے پاکستان کیلئے آزمائش ثابت ہو گا۔۲۶ لیکن پاکستان افغانستان کے توقعات پر پورا نہ اتر سکا۔ افغانستان

نے پاکستان پر چینی کارڈ بھی استعمال کرنے کی کوشش کی تا کہ پاکستان طالبان کو مذاکرات کے میز پر لے آئے۔۲۷

جب اشرف غنی کا کوئی حربہ کام نہ آ سکا تو اس نے طالبان کو تین صوبوں کی گورنرشپ کی آفر کی کہ انہیں قومی دھارے میں شامل کیا جا سکے۔ وزیراعظم نواز شریف کے ۲۰۱۵ء کے دورۂ کابل کے موقع پر پاکستان نے افغانستان کے ساتھ ایک معاہدہ پر بھی دستخط کیے جس میں سے پاکستان کی آئی ایس آئی اور افغان National Directorate of Security کے درمیان دہشتگردی کے خلاف تعاون شامل تھا۔۲۸

تاہم اس معاہدے کو اشرف غنی مخالف اور پاکستان مخالف عناصر نے خوب تنقید کا نشانہ بنایا۔ سابق افغان صدر حامد کرزئی اور نیشنل ڈائریکٹریٹ آف سکیورٹی نے بھی اس پر تنقید کی اور پاکستان پر طالبان کے ساتھ روابط کا الزام لگایا۔ دوسری طرف پاکستانی حکام یہ بات کہتے آ رہے تھے کہ افغانستان میں بھارتی اثر و رسوخ تشویش کا باعث ہے۔ اگرچہ صدر اشرف غنی کی کوشش جاری تھی مگر دوسری طرف طالبان کی طرف سے حملے شدت اختیار کر چکے تھے، اسی دوران مری میں طالبان اور افغان حکومت کے نمائندوں کے درمیان مذاکرات ہوئے جو صدر غنی کیلئے ایک خوشگوار پیش رفت تھی۔ یہ افغان نمائندوں اور طالبان کے درمیان پہلے با ضابطہ مذاکرات تھے۔ امریکی اور چینی نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ اطلاعات کے مطابق پاکستان کی اعلیٰ فوجی قیادت نے طالبان پر زور دیا کہ افغان حکومت کے ساتھ مذاکرات کریں۔۲۹

مری مذاکرات تسلی بخش اسلئے ثابت ہوئے کہ مذاکرات کے دور کے آخر میں دوسرے دور کا اعلان کیا گیا جو ۳۱ جولائی کو ہونا تھا۔ تاہم ۲۹ جولائی کو ملا عمر کے موت کی خبر نے سارے عمل پر پانی پھیر دیا نتیجتاً دوسرا مرحلہ ختم کر دیا گیا۔۳۰

طالبان نے ملا منصور کو اپنا سربراہ مقرر کرنے کا اعلان کیا لیکن مذاکرات کا ملتوی ہونا صدر غنی کیلئے نقصان دہ ثابت ہوا۔ ۱۷ اگست ۲۰۱۵ء کو کابل میں تین بم دھماکے ہوئے جس کو اس نے اسلام آباد کی منصوبہ بندی سمجھا اور پاکستان کے منعقدہ مذاکرات کو رد کر دیا۔

صدر غنی نے ایک بیان میں کہا:

no hope for peace but we are receiving messages of war from Pakistan.[۳۱]

صدر اشرف غنی نے کہا کہ ہم باہر سے مسلط کی ہوئی جنگ کو برداشت نہیں کر سکتے اور اگر پاکستان طالبان کو میز پر نہیں لا سکتا تو کم از کم ان کے خلاف کارروائی کرے جنہوں نے وہاں پر مراکز قائم کیے ہیں۔ صدر غنی پاکستان سے بیزار ہو چکے تھے مگر بین الاقوامی برادری نے انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ افغان امن مذاکرات کی خاطر وہ پاکستان کو ساتھ لے کر چلیں۔ دسمبر ۲۰۱۵ء کو پاکستان میں ہونے والے *Heart of Ista-Istanbul Process* میں شرکت کے لئے امریکی نمائندہ خصوصی برائے پاکستان اور افغان رچرڈ اولسن نے افغانستان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کانفرنس میں شرکت کرے۔[۳۲]

اس وقت کے بعد دیگرے حملوں کی وجہ سے افغانستان نے اس کانفرنس میں شرکت نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تاہم اشرف غنی نے بشمول امریکہ چین اور پاکستانی حکام کے اس اجلاس میں شرکت کی، تا کہ مذاکرات کی بحالی پر تبادلہ خیال کیا جائے۔

طالبان کا Spring Offensive اور افغان دفاعی فورسز کی ناکامی

افغان طالبان نے اپریل ۲۰۱۵ء میں Spring Offensive یعنی موسم بہار میں حملوں کا آغاز کیا۔ ۲۲ اپریل ۲۰۱۵ء کو طالبان نے میڈیا کو ایک ای میل کے ذریعہ مطلع کیا کہ ان کے یہ حملے جمعہ ۱۴ اپریل ۲۰۱۵ء کو شروع ہوں گے۔[۳۳]

۲۰۱۵ء کا تجزیہ کاروں کی نظر میں افغان فورسز کے لیے یہ حملے ایک امتحان تصور کیا جا رہا تھے۔ کیونکہ پچھلے سال کے اواخر میں غیر ملکی افواج نے زیادہ تر ذمہ داریاں افغان فورسز کے حوالے کر دی تھیں۔ جب کہ دوسری طرف طالبان اس بھرپور کوشش میں تھے کہ افغان فورسز پر برتری حاصل کر کے انہیں شکست دی جائے۔

اسی دوران جون ۲۰۱۵ء میں پاکستانی افواج نے شمالی وزیرستان میں طالبان اور حقانی نیٹ ورک، جو افغانستان میں غیر ملکی افواج کے لیے تباہ کن ثابت ہو رہا تھا کے خلاف

آپریشن ''ضربِ عضب'' شروع کیا۔ افغانستان میں یہ قومی تصور پایا جاتا رہا کہ پاکستانی خفیہ ادارے پاکستان میں طالبان کو سپورٹ کرتے ہیں۔[۳۴]

اگرچہ ایک طرف بین الاقوامی برادری نے آپریشن ''ضرب عضب'' کی تعریف کی اور اسے ایک خوش آئند قدم قرار دیا تو دوسری طرف افغانستان نے پاکستان پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ پاکستان نے طالبان کو افغانستان کی طرف دھکیل دیا ہے۔ افغان وزیر داخلہ علوی صاحب نے پارلیمنٹ میں بیان دیتے ہوئے کہا!

> The final words is that Pakistan still support terrorist were after launch of militay operation in Waziristan, Pakistan pushed the terrorist into Afghanistan who were trained there for years.[۳۵]

یاد رہے کہ پچھلے سال جنوبی افغانستان سے شروع ہوا تھا جب کہ ۲۰۱۵ء میں شمالی افغانستان سے شروع ہوا جو طالبان کے عزائم کو ظاہر کرتا تھا۔

۲۰۱۵ء کاSpring Offensive ۲۰۰۱ء کے بعد سب سے تباہ کن ثابت ہوا۔ اس نے پچھلے سال کے افغان فورسز پر ہونے والے زیادہ تر حملوں کا ریکارڈ توڑ دیا تھا۔[۳۶]

۲۰۱۴ء کے اواخر میں غیر ملکی افواج کے انخلاء کے باوجود بھی طالبان کے حملوں میں شدت آئی تھی اور اس وقت طالبان زیادہ تر افغان افواج کے ساتھ نبرد آزما ہوئے تھے۔ طالبان نے ایک بیان میں کہا تھا:

> For the complete liberation of our beloved homeland from the force of foreign occupation and for the implementation of Islamic rule throughout the countary, the Islamic Emirate is determined to prolong the ongoing Jihad against the foreign invaders as well as their interval stooges.[۳۷]

۲۰۱۵ء کے موسم بہار میں حملوں کے شروع ہونے سے پہلے United Nations Assistant Mission in Afghanistan" (UNAMA) کی رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۵ء کے پہلے تین مہینوں میں ہونے والے جانی نقصانات پچھلے سال میں ہونے والے نقصانات سے۸ فیصد زیادہ تھے۔ [۳۸]

موسم بہار میں حملوں کے آغاز کے پہلے ہی دن طالبان کا یہ دعویٰ تھا کہ انہوں نے

ایک ہی دن ۱۰۸ جگہوں پر حملے کئے ہیں۔ ۲۲ جون ۲۰۱۵ء کو طالبان نے افغان پارلیمنٹ پر حملہ کیا جس نے یہ ثابت کیا کہ وہ کبھی بھی کہیں بھی حملہ کر سکتے ہیں۔ ۲۰۱۵ء کے پہلے چھ مہینوں میں ہونے والے جانی نقصانات پچھلے مہینوں کے مقابلے میں ۶۵ فی صد زیادہ تھے۔ ۳۹

۲۸ جولائی ۲۰۱۵ء کو نیو یارک ٹائمز نے ایک رپورٹ شائع کی جس میں دعوی کیا گیا کہ طالبان نے تین صوبوں سرے پل، بدخشاں اور قندوز کے کچھ علاقوں پر حملہ کیا تھا۔ ۴۰

جون تا ستمبر پرتشدد کارروائیاں اپنے عروج پر تھیں جس میں پانچ ہزار سے زیادہ سیکیورٹی اہلکار ہلاک ہوئے۔ اس تناظر میں افغان صدر اشرف غنی نے پاکستان کے خلاف سخت زبان استعمال کرنا شروع کر دی۔ تاہم پاکستان نے اس عزم کو دہرایا کہ دہشتگردی ایک مشترکہ دشمن ہے جس کے خاتمہ کے لیے مشترکہ کوششیں ضروری ہیں۔ ۲۸ ستمبر ۲۰۱۵ء کو طالبان نے افغانستان کے چھٹے بڑے شہر قندوز پر چند دن کے لئے قبضہ کیا۔ جس پر عوام نے صدر غنی کی حکومت اور سیکیورٹی فورسز کی ناکامی پر شدید برہمی ظاہر کی۔ یہ صوبہ تزویراتی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہ شمالی افغانستان کو ملک کے دوسرے حصوں سے ملاتا ہے۔ اگرچہ افغان فورسز نے امریکی فورسز کی مدد سے اس صوبائی صدر مقام کا کنٹرول دوبارہ حاصل کر لیا لیکن یہ افغان حکومت کے لئے ایک شدید دھچکا تھا۔ جب کہ دوسری طرف طالبان کا حوصلہ اس فتح کی وجہ سے بلند ہوا۔ واضح رہے کہ دو ہفتے پہلے ہی ملا عمر کے خاندان نے طالبان کے نئے سربراہ ملا مقصود پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا تھا جو یہ ظاہر کر رہا تھا کہ طالبان اپنی صفوں میں متحد ہیں۔ ۴۱

اگر ایک طرف جنگ و جدل اپنے عروج پر تھی تو دوسری طرف لوگ جنگ سے تنگ آ کر امن کے لئے کوششیں کر رہے تھے۔ ۱۲ اکتوبر ۲۰۱۵ء کو کابل میں ایک قومی ولی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں امن کی کوششوں پر زور دیا گیا۔ ۴۲ UNAMA کی رپورٹ کے مطابق پانچ سو سے زیادہ علماء بشمول شیعہ اور سنی نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ تاہم طالبان کی کارروائیاں جاری تھیں اور انہوں نے ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۵ء کو ہلمند کے صوبائی

دارالخلافہ لشکر گاہ کے کچھ حصوں پر قبضہ کیا۔ امن و امان کی اس بگڑتی صورتحال کو دیکھتے ہوئے امریکی صدر اوبامہ نے افغانستان میں امریکی فوجیوں کے انخلاء کی تاریخ میں توسیع کی۔[۴۳] صدر اوبامہ نے کہا کہ افغان فورسز اتنی مضبوط نہیں ہیں جتنا انہیں ہونا چاہیے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنے فیصلے کو تقویت دی۔ اس سے پہلے امریکی سیکرٹری دفاع ایشٹن کارٹر نے فروری۲۰۱۵ء میں یہ بات دہرائی تھی کہ امریکہ افغانستان سے باقی ماندہ افواج کے انخلاء پر غور کر رہا ہے۔[۴۴]

چونکہ افغانستان کی سلامتی کی صورتحال روز بروز ابتر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اس لئے افغانستان میںNATO اور امریکی افواج کے کمانڈرJohn F. Campbell نے USA Today کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ وہ صدر اوبامہ سے درخواست کریں گے کہ امریکی افواج کے انخلاء میں توسیع کی جائے تاکہ وہ افغان فورسز کی طالبان کے خلاف امداد کرے۔[۴۵] امریکی اور بین الاقوامی افواج کی افغانستان سے انخلاء کے بعد ساری دنیا کی نظریں افغان افواج پر تھیں کہ کیا وہ سلامتی کی صورتحال کو سنبھال سکے گی یا نہیں تاہم ساڑھے تین ہزار افغان فورسز بڑی حد تک امن و امان کی صورتحال کنٹرول کرنے میں ناکام ہو چکی تھیں۔ اس صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے افغان حکومت نے علاقائی ملیشا قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کی۔ تاکہ وہ افغان فورسز کو مدد فراہم کرے۔ طالبان ملک کے ۳۴ اضلاع بشمول کچھ مرکزی شہروں پر قابض تھے۔[۴۶] دسمبر ۲۰۱۵ء میں پینٹا گون نے ایک رپورٹ شائع کی کہ افغانستان کی ۲۰۱۵ء میں سلامتی صورتحال پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ بہتر رہی ہے۔[۴۷]

افغان فورسز کے نقصانات ۲۰۱۴ء کے مقابلے میں ۲۵ فیصد جبکہ کابل میں حملے ۲۷ فیصد بڑھ چکے تھے۔[۴۸] یہ تمام صورتحال اس بات کی عکاسی کر رہی تھی کہ طالبان ایک شکست خوردہ قوت نہیں ہیں۔

امن افغان عمل کے لئے کوششیں

۲۰۱۴ء کے بعد افغانستان کی سلامتی کی صورتحال عالمی قوتوں کیلئے تشویش کا باعث بن گئی۔ امریکہ، چین اور روس چاہتے تھے کہ پاکستان افغان حکومت اور طالبان کے درمیان مذاکرات کا عمل شروع کرے۔[۴۹]

امریکہ کی افغانستان میں طالبان کو شکست دینے میں ناکامی کے بعد اوبامہ انتظامیہ نے عسکری حکمت عملی میں تبدیلی کی۔ امریکہ اب طالبان کے ساتھ مزاکرات کرنا چاہتا تھا۔ امریکہ اور طالبان کے وفود کی پہلی ملاقات قطر دفتر کے حکام اور جرمن حکام کی وساطت سے نومبر ۲۰۱۰ء میں ہوئی اس کے بعد فروری ۲۰۱۱ء میں دوحہ قطر میں مزید بات چیت ہوئی۔ جس کے بعد یہ عمل دوحہ عمل کہلایا۔ افغان حکومت اور امریکہ نے بحالی امن کے لیے کئی اقدامات کیے جن میں طالبان رہنماؤں کی رہائی، طالبان رہنماؤں کو اقوام متحدہ کی بلیک لسٹ سے ہٹانا اور ان کی ملک سے باہر ٹریک ٹو ڈائیلاگ میں شرکت شامل تھی۔[۵۰]

دسمبر ۲۰۰۴ میں افغانستان سے غیر ملکی فوجیوں کی کمی کے بعد امن کے لیے عالمی سطح پر کوششیں تیز ہو گئیں۔ تمام بڑی قوتیں افغان امن مذاکرات کی بھرپور حامی تھیں۔ ۲۰۱۰ء میں افغان صدر حامد کرزئی نے مشاورتی عمل کے لیےHigh Peace Council کے نام سے ایک کمیٹی بنائی جس کا کام ملک میں امن کے لیے سفارشات مرتب کرنا تھا۔[۵۱] تاہم ستمبر ۲۰۱۱ء میںHigh Peace Council کے سربراہ برہان الدین ربانی کے قتل نے امن مذاکرات کو بڑی حد تک متاثر کیا۔ نومبر ۲۰۱۲ء میں HPC کے ایک وفد نے پاکستان کا دورہ کیا تاکہ طالبان کی عملی سطح کے رہنماؤں کی رہائی کو ممکن بنایا جا سکے۔ جون ۲۰۱۳ء میں طالبان کے دوحہ دفتر کی بنیاد رکھی گئی۔[۵۲]

اشرف غنی کے صدر بننے کے بعد افغان حکومت کے طالبان کے خلاف موقف میں مزید لچک پیدا ہو گئی جس کا مقصد امن مذاکرات کی کامیابی تھی۔ مزید برآں صدر غنی نے چین اور پاکستان کے دورے کیے تا کہ مذاکرات کے لیے ان کی حمایت حاصل کی جا سکے۔ اگرچہ صدر غنی حکومت کی کوششیں زمینی حقائق پر مبنی تھیں، مگر طالبان اپنے بنیادی

مطالبات جن میں غیر ملکی افواج کی انخلا، ان کے قیدیوں کی رہائی، اقوام متحدہ کی بلیک لسٹ سے ناموں کا اخراج، افغان آئین میں ترامیم، ان پر سفری پابندی کا خاتمہ اور انہیں ایک سلامتی قوت تصور کرنا شامل تھا ان سے پیچھے نہ ہٹے۔

افغانستان میں امن کے لیے چین بھرپور کوشش کرتا رہا۔ چین کی ان کوششوں کے پیچھے اس کے قومی مفادات تھے جن میں سیاسی، معاشی اور سلامتی کی بہتر صورت حال جیسے عناصر شامل تھے۔ افغانستان کا عدم استحکام چین کی سلامتی کی صورتحال زیان جیانگ میں بغاوت پر اثرانداز ہوتا ہے کیونکہ اس شورش کے زیادہ تر تانے بانے افغانستان سے ملتے ہیں اور یہ چین کے استحکام کے لیے ایک خطرہ ہے۔ چین کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ افغان حکومت طالبان سے ایک امن معاہدہ کر کے افغانستان کو مستحکم کرے۔[۵۳]

دوسری طرف طالبان کا بھی چین پر اعتماد رہا ہے۔ طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے ایک بیان میں کہا تھا:

> We have no problems with China as it has never interfered in Afghanistan.[۵۴]

پاکستان جس کو ہمیشہ سے طالبان کے ساتھ روابط کے لئے موردِ الزام ٹھہرایا جاتا رہا ہے، امریکہ اور بین الاقوامی برادری کی طرف سے اِس پر یہ دباؤ رہا ہے کہ افغان امن عمل میں اپنا کردار ادا کرے۔ اس سلسلے میں پاکستان نے جولائی ۲۰۱۵ میں اسلام آباد کے نزدیک مری کے مقام پر افغان نمائندوں اور طالبان کے درمیان مذاکرات کا ایک دور منعقد کرایا۔ جس کو امریکہ اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے تسلی بخش قرار دیا۔ مذاکرات کے آخر میں ایک اعلامیہ جاری کیا گیا جس کی رو سے دوسرا دور ۳۱ جولائی ۲۰۱۵ء کو ہونا تھا۔[۵۵]

تاہم طالبان کے سپریم لیڈر ملا محمد عمر کے انتقال کی خبر نے سارے عمل پر پانی پھیر دیا اور نتیجتاً طالبان نے دوسرا مرحلہ موخر کرنے کا اعلان کر دیا۔ چند دن کے اندرہی طالبان نے ملا اختر منصور کو اپنا نیا سربراہ مقرر کیا اور اس تقرری کے فوراً بعد ہی ایک ویڈیو بیان جاری کیا:

> This is the enemies propaganda to call it peace process and dialogue

process. The enemy's propaganda has increased. They are using the media, money and puppet religious scholars to weaken our Jihad and to create rifts in our ranks. I want to tell you, do not pay attention to such reports. The islamic Emirate could use negotiations along with Jihad to achieve its objectives.۵۶

افغانستان میں اسلامی امارت(ISIS) کا خطرہ

اسلامی امارت کے شام اور عراق میں پھیلاؤ کے بعد دوسرے غیر مستحکم علاقوں میں پھیلنے کا خطرہ تھا۔ افغانستان بھی کئی دہائیوں سے غیر مستحکم چلا آ رہا تھا جس پر مختلف دانشور اس خدشے کا اظہار کر رہے تھے کہ اسلامی امارت افغانستان میں اپنے قدم جما سکتی ہے۔ ۲۰۱۴ء کے وسط میں یہ خدشہ کسی حد تک صحیح ثابت ہونے کا امکان بڑھ گیا جب طالبان کے چند چھوٹے گروہوں مثلاً تورا بورا محاذ اور فدا یانوں محاذ نے اسلامی امارت کے ساتھ اپنی وابستگی کا اعلان کیا۔ ۵۷ امریکی محکمہ دفاع کے دفتر پینٹاگون نے ایک بیان میں کہا کہ اسلامی امارت مشرقی افغانستان میں پھیل رہی ہے۔۵۸ تاہم اسلامی امارت کا خطرہ جتنا تباہ کن تصور کیا جا رہا تھا حقیقت اس کے برعکس نکلی۔ افغانستان میں موجود اسلامی امارت کے چند عناصر کی عراق اور شام میں موجودگی اپنے مرکزی رہنماؤں سے کوئی براہ راست رابطہ نہیں تھا۔ ایک طرف افغان حکومت ان کو ایک خطرہ قرار دے رہی تھی تو دوسری طرف یہ طالبان کے لیے بھی کسی چیلنج سے کم نہیں تھی۔ طالبان یہ خطرہ بھی محسوس کر رہے تھے کہ اسلامی امارت کہیں ان کے سربراہ کے چناؤ کے مسئلے پر ان میں تفریق پیدا نہ کر دے۔ ۷ جولائی ۲۰۱۵ء کو افغانستان کے خفیہ ادارے National Directorate of Security نے اسلامی امارت کے سربراہ، جو اس سے پہلے تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان تھے، کو مارنے کا بیان جاری کیا۔۵۹

چند دن بعد افغانستان میں اسلامی امارت کا کمانڈر حافظ سعید ایک ڈرون حملے میں مارا گیا۔ اسلامی امارت کے خطرے کو محسوس کرتے ہوئے جون ۲۰۱۵ء میں طالبان نے ایران کے ساتھ مذاکرات کیے تاکہ اسلامی امارت کے خلاف تعاون حاصل کیا جائے۔۶۰ یاد رہے کہ اسلامی امارت جو سنی بنیاد پرست ٹولہ ہے، ایران کے لیے بھی ایک سنجیدہ

خطرہ ہے تاہم دانشوروں کی پیش گوئیوں کے برعکس کہ اسلامی امارت افغانستان میں اپنے قدم مضبوط کرے گی اپنے قدم اس طرح نہ جما سکی، جس طرح وہ عراق اور شام میں مضبوط ہو چکے تھے۔

حاصل بحث

- ۲۰۰۱ء کی امریکی مداخلت کے بعد سال ۲۰۱۵ء سلامتی کی صورت حال کے حوالے سے افغانستان کا بدترین سال رہا ہے۔ یہ سال افغان فورسز کے لیے ایک امتحان تھا، کیونکہ ۲۰۱۴ء کے اواخر میں زیادہ تر غیر ملکی افواج کا افغانستان سے انخلاء ہو چکا تھا اور سلامتی کی صورتحال افغان فورسز کے حوالے کر دی گئی تھی۔
- تاہم افغان حکومت ملکی دفاع میں بری طرح ناکام ہو چکی تھی۔
- دوسری طرف طالبان نے بھی اپنا سخت موقف پیش کر کے دنیا کو اپنی مضبوطی کا پیغام دیا۔ افغنستان ہمیشہ سے عالمی طاقتوں کے مفادات کی جنگ کی وجہ سے عدم استحکام کا شکار رہا ہے۔ تاہم سلامتی کی بدلتی ہوئی صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے عالمی طاقتیں اس بات پر متفق ہیں کہ افغانستان میں امن لایا جائے امریکی مداخلت کے بعد طالبان افغانستان میں امریکی، بین الاقوامی اور افغان فورسز کے ساتھ برسرپیکار رہے ہیں۔
- اگرچہ افغانستان کو بہت سی مشکلات کا سامنا ہے مگر اس میں سب سے اہم سلامتی کا مسئلہ ہے۔
- یہی وجہ تھی کہ صدر غنی اقتدار میں آنے کے بعد اس کوشش میں تھے کہ پاکستان کی مدد سے طالبان کو مذاکرات کی میز پر لا کر امن کے لیے راستہ ہموار کیا جائے۔ پاکستان اور افغانستان کا مکمل باہمی اتفاق ہی اس مسئلے کے حل کے لیے راستہ ہموار کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دونوں ممالک کے خفیہ اداروں کا تعاون بھی نہایت ضروری ہے۔
- پاکستان، افغانستان، ہمسایہ ممالک اور عالمی قوتیں افغانستان کے دیر پا امن کے لیے کوئی قابل قبول حل نہ نکال سکے تو افغانستان میں حالات ۱۹۹۰ء کی خانہ جنگی سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔

حوالہ جات

1 Saleh Dogan, "Security challenge for Afghanistan: Is the international security governance failing or succeeding in Afghanistan," Caucasus international, vol. 5 No. 2, summer 2015, Ankara, Turkey.

2 Arshad Mohammed, "US stand by plan to pull troops from Afghanistan," Reuters, Washington, January 5, 2015, available at <http://www.reuters.com/article/2015/01/06/us-afghanistan-usa-idUSKBN0K F02020150106#wRVI2OYaB3pHgO4l.97> accessed 9 January, 2016.

3 Michael D. Shear and Matthew Rosenberg, "For Obama, Ghani Offers Hope of a Less Fractious Relationship," New York Times, 22 March, 2015, available at <http://www.nytimes.com/2015/03/23/world/asia/for-obama-ghani-offers-hope-of-a-less-fractious-relationship.html> accessed 18 April, 2016.

* The ANDSF are composed of Afghan National Army, Afghan National Police, Afghan Air Force, Afghan Local Police and National Directorate of Security (NDS).

4 Sultan Barakat and Brooke Smith-Windsor, "Post-ISAF Afghanistan: The early months," Policy Dialogue, Brookings Doha Center, February 2015, p. 3.

5 Zafar Iqbal Yousafzai, "Challenges ahead," Daily the Frontier Post, Peshawar (Pakistan), October 24, 2014.

6 Saleh Dogan, "Security challenge for Afghanistan" op. cit. See also, Sultan Barakat and Brooke Smith-Windsor, "Post-ISAF Afghanistan: The early months," op. cit.

7 Sultan Barakat and Brooke Smith-Windsor, "Post-ISAF Afghanistan: The early months," op. cit.

9 For details see Kenneth Katzman, "Afghanistan: post-Taliban Governance, Security and US Policy," CRS Report for congress, October 15, 2015.

10 Erin Cunningham, "Insurgents attack Kabul airport," Washington Post, July 16, 2015, available at: <https://www.washingtonpost.com/world/insur gents-attack-kabul-airport/2014/07/16/03fe3f6e-0d58-11e4-b8e5-d0de80767 fc2_story.html> accessed 20 June, 2016.

11 Zafar Iqbal Yousafzai, "Re-emerging Afghan blame game," Monthly Jahangir's World Times, Lahore - Pakistan, August edition, 2015 available at <http://jworldtimes.com/jwt2015/tag/re-emerging-afghan-blame-game/> accessed 15 May, 2016.

12 Colin Cookman, "Afghanistan: Taliban in Transition," USIP, January 14, 2015, available at <http://www.usip.org/olivebranch/afghanistan-taliban-in- transition> accessed 26 June, 2016.

13 Rajeshwari Krishnamurthy, "What is the Afghan Taliban up to? IPCS, New Delhi, June 25, 2015; available at <http://www.ipcs.org/article/terrorism/what-is-the-afghan-taliban-up-to-4894.html> accessed 22 April, 2015.

14 "The Afghan Campaign and the Death of Mullah Omar," CSIS (Center for Strategic and International Studies) Washington, August 2, 2015, p. 6.

15 Con Coughlin, "The return of the Taliban is a setback, not a failure," Telegraph, December 23, 2015, available at <http://www.telegraph.co.uk/news/worldnews/asia/afghanistan/12064049/The-return-of-the-Taliban-is-a-setback-not-a-failure.html> accessed 17 June, 2015.

16 BBC ,"Battleground Kunduz: the city the Taliban seized," September 29, 2015, available at <http://www.bbc.com/news/world-asia-34387853> accessed 12 February, 2016.

17 Vanda Felbab-Brown, "A dispatch from Afghanistan: What the Taliban offensive in Kunduz reveals," Brookings, October 8, 2015, available at <http://www.brookings.edu/blogs/up-front/posts/2015/10/08-afghanistan-kun duz-dispatch-felbabbrown> accessed 23 January, 2016.

18 "December 2015 Monthly forecast", Security Council Report on Afghanistan, p. 1, accessed 14June, 2016.

19 UN General Assembly, agenda item 39, "The situation in Afghanistan," December 10, 2015, p. 1.

20 Greg Jaffe and Missy Ryan, "Obama outlines plan to keep 5,500 troops in Afghanistan," Washington Post, October 15, 2015, available at <https://www.washingtonpost.com/world/national-security/obama-expected-to-announce-new-plan-to-keep-5500-troops-in-afghanistan/2015/10/14/d98f06fa-71d3-11e5-8d93-0af317ed58c9_story.html> accessed 13 May, 2016.

21 See Editorial, "A Grim decision on Afghanistan," New York Times, October 15, 2015, available at <http://www.nytimes.com/2015/10/16/opinion/a-grim-decision-on-afghanistan.html> accessed on 3 May, 2016.

22 Arshad Mohammad, "U.S. stands by plan to pull troops from Afghanistan," Reuters, Washington, January 5, 2015, available at <http://www.reuters.com/article/2015/01/06/us-afghanistan-usa-idUSKBN0KF02020150106#vc3E4Fucm0iuCYJt.97> accessed May 10, 2016.

23 Greg Jaffe and Missy Ryan, "Obama Outlines Plan to Keep 5,500 Troops in Afghanistan," op. cit.

24 Saman Zulfqar, "Post-2014 drawdown and Afghanistan's transition challenges," Perceptions, winter 2014, vol. xix, No. 4, p. 205.

25 Aryaman Bhatnagar, "Ashraf Ghani's Taliban predicament," The Diplomat, April 20, 2015, available at <http://thediplomat.com/2015/04/ghanis-taliba n-predicament/ > accessed 8 May, 2016.

26 Scott Smith and Moeed Yusuf, "Too late to tango? Ashraf Ghani's risky outreach to Pakistan," Foreign Policy, May 7, 2015, available at <http://foreignpolicy.com/2015/05/07/too-late-to-tango-ashraf-ghanis-rsky-o utreach-to-pakistan/>, accessed 14 April, 2016.

27 MujebMashal and Azam Ahmad, "Afghan peace efforts reopen wounds over Pakistan,"New York Times, March 8, 2015, available at <http://www.nytimes.com/2015/03/09/world/afghan-peace-efforts-reopen-w ounds-over-pakistan.html> accessed 4 May, 2016.

28 Shashank Joshi, "Afghanistan at Crucial Juncture." Aljazeera, December 3, 2014,

available at <http://www.aljazeera.com/indepth/opinion/2014/12/afg hanistan-at-crucial-juncture-201412212738592754.html>, accessed 19 July, 2016.

29 Dr. Florance Ebrahimi, "Ghani's confused foreign policy," Khama Press, Afghanistan, December 2, 2014, available at <https://www.khaama.com/ghanis-confused-foreign-policy-9078> accessed 1 June, 2016.

30 Aziz Amin Ahmadzai and Mona Naseer, "Afghanistan, Pakistan and a rare chance for peace," The Diplomat, July 30, 2015, available at <http://thediplomat.com/2015/07/afghanistan-pakistan-and-a-rare-chance-for-peace/> accessed 17 March, 2016.

31 Suba Chandran, "Pak-Afghan Reset: Will the Taliban and Al Qaeda Follow? IPCS, New Delhi, India, December 11, 2014, available at <http://www.ipcs.org/article/afghanistan/pak-afghan-reset-will-the-taliban-a nd-al-qaeda-follow-4773.html> accessed 18 May, 2016.

32 Salma Malik, "Burying the past: A new beginning for Pakistan and Afghanistan," Institute of Peace and Conflict Studies, New Delhi, India, November 18, 2014, available at <http://www.ipcs.org/columnist/salma-ma lik/> accessed 27 June, 2016.

33 Zafar Iqbal Yousafzai, "Intriguing Pak-Afghan ties: compromising factors," Daily Times, Lahore - Pakistan, March 03, 2015, available at <http://www.dailytimes.com.pk/opinion/03-Mar-2015/intriguing-pak-afghan -ties-compromising-factors> accessed 29 May, 2016.

34 Moeed Yusuf and Scott Smith, "Ashraf Ghani's Pakistan outreach: Fighting against the odds," special report of the US institute of Peace, Washington, July 2015, available at <http://www.usip.org/publications/2015/06/29/ashra f-ghani-s-pakistan-outreach> accessed 13 April, 2016.

35 Zafar Iqbal Yousafzai, "Intriguing Pak-Afghan ties: compromising factors" op. cit. Also see Dr. Florence Ebrahimi, Ghani's confused foreign policy, op. cit.

36 Barnett R. Rubin, "Ghani's Gambit: Can Afghanistan and Pakistan Ever Get Along," op. cit.

37 USIP, "To Help Afghanistan Survive, Narrow the Focus," United States, June 19, 2015, available at <http://www.usip.org/publications/2015/06/19/help-afghanistan-survive-narrow-the-focus > accessed 29 April, 2016.

38 Edward Wong, "Q. and A.: Barnett Robin on China's role in Afghanistan," New York Times, February 20, 2015, available at <http://defence. pk/threads/barnett-rubin-on-china%E2%80%99s-role-in-afghanistan.360581/> accessed November 14, 2015.

39 USIP (United States Institute of Peace), "To help Afghanistan survive, narrow the focus," op. cit.

40 Moeed Yusuf and Scott Smith, "Ashraf Ghani's Pakistan outreach, <http://www.dailytimes.com.pk/opinion/29-Jun-2015/the-re-emerging -afghan-blame-game> accessed 17 March, 2016..

41 Muhammad Umar Daudzai, "Afghanistan and Pakistan: The false promise of rapprochement,"New York Times, March 22, 2015, available at<http://www.nytimes.com/2015/03/23/opinion/afghanistan-and-pakistan-the-false-promise-of-rapprochement.html>accessed March 17, 2016.

42 Micheal Kugelman, "4 things to expect from Afghan president Ghani's trip to the US," op.cit.

43 Farhad Peikar, "Is Ghani public chastisement to Pakistan is a reversion to Karzai tactics? Afghanistan Today, June 1, 2015, available at http://www.afghanista-today.org/en/articles/politics/2029/ accessed 15 June, 2016.

44 See Mujeeb Mashal and Azam Ahmad, Afghan peace efforts reopen wounds over Pakistan, op. cit.

45 Karim Amini, "Peace first with Pakistan before the Taliban: Ghani," Tolo News, June 9, 2015, available at <http://www.tolonews.com/en/afghanista n/19932-peace-first-with-pakistan-before-the-taliban-ghani> accessed 13 June, 2016.

46 Hugo Chene, "China in Afghanistan," IPCS (India) Special Report # 179, p. 11.

47 Ahmad Rashid, "Taliban: militant Islam, oil and fundamentalism in central Asia," p. 187, (New Haven, CT: Yale University press, 2010).

48 Dr. Florance Ebrahimi, "Ghani's confused foreign policy," op. cit.

49 BBC, "Taliban reject offer of Afghan government posts," available at <http://www.bbc.com/news/world-asia-30737664> accessed 1 May, 2016.

50 Moeed Yusuf, "Afghanistan-Pakistan Relations: The Prospects of Reviewing the Taliban Talks," USIP, Peace Brief No. 198, December 2015, p. 1, accessed on November 16, 2015.

51 Moeed Yusuf, "Afghanistan-Pakistan Relations: The prospects of reviving Taliban talks," op. cit.

52 Rajeev Agarwal, "Post Afghanistan 2014: Options for India and Iran," IPCS (Institute of Peace and Conflict Studies) New Delhi, India, Report No. 247, March 2014, p. 1.

53 Aziz Amin Ahmadzai and Mona Naseer, "Afghanistan, Pakistan and a rare chance for peace," op. cit.

54 Editorial, "Afghanistan's president's outreach to Pakistan is a positive step," op. cit.

55 Farhan Zahid, "Mullah Omar's Death: A Game Changer," Center for research and security Studies, Islamabad, p. 2.

56 Anthony H. Cordesman, "The Afghan Campaign and the Death of Mullah Omar," CSIS (Center for Strategic and International Studies)Washington, August 2, 2015, p.2

57 Hugo Chene, "China in Afghanistan," IPCS (India) Special Report # 179, p. 16.

58 Office of the President of the Islamic Republic of Afghanistan, Translation of Remarks by President Ashraf Ghani at Press Conference, 10 August 2015, available at <http://president.gov.af/en/news/translation-of-remarks-b ypresident-ashraf-ghani-at-press-conference> accessed 15 July, 2016.

59 Farhad Peikar, "A-Pak relations back at square one," Afghanistan Today, August 13, 2015, available at <http://www.afghanistan-today.prg/en/article s/politics/2101/af-pak-relations-back-at-square-one.htm> accessed 12 April, 2016.

60 Imtiaz Gul, "A Perilous State of Denial," Center for Research and Security Studies (CRSS), Islamabad, December 9, 2015, available at <http://crss.pk/story/a-perilous-state-of-denial/> accessed January 10, 2015.